Al-Qawārīr - Vol: 07, Issue: 02,
Jan – Mar 2026

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

حریمِ نور اور اس کی شاعرہ سیدہ پروین اختر زینب سروری: خاندانی پس منظر، احوال و آثار اور تعارفی مطالعہ

Hareem-e-Noor and Its Poet Syeda Parveen Akhtar Zainab Sarwari: Family Background, Life and Works, and an Introductory Study

Akhtar Ali
Lecturer, Department of Islamic Studies, Govt Degree College No.1, Dera Ismail Khan, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan.
Email: akhtaraliwaziri3@gmail.com
Naina Faisal
Lecturer, DVM Department, Gomal University, Dera Ismail Khan, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan.
Email: nainakhanmsd3@gmail.com
Dr. Musadiq Aman
PhD Scholar, Faculty of Veterinary and Animal Science, Gomal University, Dera Ismail Khan, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan.
Email: musadiqaman676@gmail.com

ABSTRACT

This study presents an introductory and analytical overview of Hareem-e-Noor and its poet, Syeda Parveen Akhtar Zainab Sarwari. The research aims to explore the literary contribution of the poet by examining her family background, life, and literary works while also presenting an introduction to her poetic collection Hareem-e-Noor. Understanding a poet's personality and background plays an important role in interpreting their creative work; therefore, this study first highlights the family background and early influences that shaped Syeda Parveen Akhtar Zainab Sarwari's intellectual and literary development. It then discusses

Seerat Chair Gender Studies & Women Rights,
Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
© The Authors. No conflict of interest declared.
This is an open access work licensed under a **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

her life, achievements, and literary services, shedding light on the circumstances and experiences that influenced her poetic expression. The research further provides an introductory review of Hareem-e-Noor, focusing on its thematic and stylistic features. The collection reflects spiritual, moral, and emotional dimensions that demonstrate the poet's sensitivity toward social and human values. Through a descriptive and analytical approach, this study aims to present the significance of the poet and her work within contemporary Urdu literature. The research emphasizes how her poetry represents a blend of personal experience, cultural awareness, and literary expression. By examining both the poet's life and her creative output, the study contributes to a better understanding of her literary identity and the thematic richness of Hareem-e-Noor. Overall, this research seeks to introduce the poet and her work to a wider academic audience and highlight her place in the tradition of Urdu poetry.

Keywords: *Hareem-e-Noor, Syeda Parveen Akhtar Zainab Sarwari, Urdu Poetry, Family Background, Life and Works, Introductory Study, Literary Analysis.*

تعارف موضوع

حریمِ نور اردو ادب کی ایک اہم شاعرانہ تخلیق ہے اور اس کے ذریعے شاعرہ سیدہ پروین اختر زینب سروری نے نہ صرف فکری بلکہ جذباتی و روحانی موضوعات کو بھی اپنے کلام میں شامل کیا ہے۔ اس مطالعے کا مقصد شاعرہ کی زندگی، خاندانی پس منظر، احوال و آثار اور اس کے شعری مجموعے کا تعارفی جائزہ پیش کرنا ہے۔ شاعرہ کے خاندانی ماحول اور ابتدائی تربیت نے ان کے ادبی ذوق اور تخلیقی صلاحیتوں کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی شاعری میں اخلاقی، روحانی اور سماجی موضوعات نمایاں ہیں، جو قاری کو فکری اور جذباتی اعتبار سے متاثر کرتے ہیں۔ اس تحقیق میں حریم نور کے اہم موضوعات، اس کی فکری بنیادیں اور شاعرہ کے فن کی خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ مطالعہ نہ صرف شاعرہ کی شخصیت اور فن کا جائزہ پیش کرتا ہے بلکہ اردو شاعری میں ان کے مقام اور اہمیت کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ تعارفی اور تنقیدی نقطہ نظر اختیار کرتے ہوئے یہ تحقیق قاری کو ایک جامع اور مفصل فہم فراہم کرنے کی کوشش ہے تاکہ حریمِ نور اور اس کی شاعرہ کی ادبی خدمات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔

مبحث اول: سیدہ پروین اختر زینب سروری کا خاندانی پس منظر

سیدہ پروین اختر زینب سروری کا تعلق گنڈہ پور قبیلہ سادات سے ہے۔ موصوفہ کا خاندان سروریہ قادریہ کے سلسلے سے وابستہ ہے۔ سروری قادری خانقاہ تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں "نوری دربار" کے نام سے مشہور ہے۔ پاکستان کے ساتھ ساتھ بیرون ممالک اور بالخصوص جنوبی افریقہ کے مسلمان بھی کثیر تعداد میں اس دربار سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ تصوف وسلوک کے میدان میں اس خاندان کی گراں قدر خدمات ہیں۔

1) فقیر نور محمد سروری قادری

حضرت قبلہ فقیر نور محمد کلاچویؒ حضرت سلطان العارفین باھوؒ کے بعد سلسلہ سروریہ قادریہ کے دوسرے سربر آوردہ صاحب تصنیف و تالیف بزرگ ہیں۔ آپؒ حضرت سلطان باھوؒ کے بے مثل فقر کامل مظہر اور مکمل نمونہ تھے۔ آپ نے ساری زندگی روحانیت اور کتب تصوف کی تحقیق میں گزار دی۔ آپ نے پہلی بار برصغیر میں اُردو کے قارئین کے لئے آسان اور قابل فہم انداز میں اسلامی تصوف کو پیش کیا۔ ۱۹۳۰ء کے عشرہ میں پہلی بار شائع ہوئی۔ آپ کی تصنیف "عرفان" نے ہندوستان میں تہلکہ مچا دیا۔ اسے اسلامی اور اردو ادب کی تاریخ میں ایک یادگار تصنیف قرار دیا گیا۔ فقیر نور محمد سروری قادری سیدہ پروین زینب سروری کے دادا تھے، آپؒ کے بارے میں کتاب "عرفان" کے سوانحی خاکہ میں قلمند ہے:

"حضرت قبلہ کا نام نامی اور اسم گرامی فقیر نور محمد صاحب قادری تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت صوبہ سرحد (خیبر پختونخواہ) کے ایک غیر معروف اور دورافتادہ مقام کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ آپؒ کا سلسلہ نسب ایک نجیب الطرفین سید حضرت میر سید محمد گیسودرازؒ سے ملتا ہوا نظر آتا ہے۔ والدہ ماجدہ کا نام فاطمہؒ جبکہ والد کا اسم گرامی حضرت حاجی گل محمد صاحب تھا جو نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھا"۔[1]

حضرت فقیر نور محمد قادری کی زندگی کا ہر پہلو، ان کے والدین کی تربیت، ان کی روحانی وراثت، اور معاشرتی حالات کا ایک نہایت گہرا اثر مرتب ہوا۔ ان کی شخصیت کے مختلف پہلو ہمیں اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ایک متقی اور پرہیزگار والدین کی تربیت سے ہی روحانی رہنماؤں کی تشکیل ہوتی ہے۔

حسب و نسب

نسل اور نسب کی شناخت انسانی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے، خاص طور پر مختلف ثقافتوں اور روایات کے حامل افراد کے روحانی اور تاریخی پس منظر میں۔ حضرت فقیر نور محمد صاحب قادری قوم گنڈاپور سے تعلق رکھتے ہیں، جو اپنی روحانی نسبت کے باعث اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کا نسب مشہور بزرگ حضرت میر سید گیسو دراز تک پہنچتا ہے، جن کی تعلیمات نے صوفیانہ روایت کو نئی جہت دی۔ یہ روحانی وراثت نہ صرف ان کی شناخت کو نکھارتی ہے بلکہ ان کے اخلاقی اور معاشرتی کردار کی بنیاد بھی ہے۔

فقیر نور محمدؒ سروری قادری کے نسل اور نسب کے بارے میں فقیر عبد الحمید سروری قادری رقمطراز ہیں:

"آپ نسل اور نسب سے پٹھان کہلاتے اور قومیت کے لحاظ سے گنڈاپور تھے۔ گنڈاپور قوم کا سلسلہ نسب

مشہور بزرگ حضرت میر سید گیسو درازؒ سے ملتا ہے جن کا مزار آج کل حیدر آباد دکن میں حسن آباد کے قریب گل برگہ میں مرجعِ خاص وعام ہے۔ اس لحاظ سے گنڈاپور قوم سادات میں سے ہے"۔[2]

حضرت فقیر نور محمد صاحب قادری کی زندگی اور ان کا گنڈاپور قوم سے تعلق ہمیں یہ سمجھاتا ہے کہ روحانی وراثت اور تاریخی پس منظر انسانی شناخت میں کس قدر اہم ہیں۔ گنڈاپور قوم کی سادات میں شمولیت اور حضرت میر سید گیسو دراز کی نسبت انہیں ایک منفرد مقام عطا کرتی ہے، جو ان کے اخلاقی اور روحانی کردار کو مستحکم بناتی ہے۔ یہ روحانی وراثت نئی نسلوں کے لیے ثقافتی اور روحانی شناخت کی پاسداری کا ایک اہم پیغام بھی ہے۔

ابتدائی تعلیم اور روحانی ارتقاء

فقیر نور محمدؒ کی شخصیت کا آغاز ایک عزم وہمت کے ساتھ ہوا، جہاں انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم تحصیل کلاچی میں حاصل کی۔ ان کی ذہانت اور محنت نے انہیں مڈل کے امتحان میں صوبہ بھر میں اول آنے کا اعزاز دیا۔ آپؒ نے میٹرک بھی اسی ادارے سے کیا، اور گھر پر اپنے والد سے عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

"فقیر نور محمدؒ نے ابتدائی تعلیم تحصیل کلاچی میں پائی۔ مڈل کے امتحان میں آپؒ صوبہ بھر میں اوّل آئے تھے۔ میٹرک بھی کلاچی ہی میں کیا۔ عربی فارسی گھر پر اپنے والد سے پڑھتے رہے۔ چنانچہ پانچویں جماعت سے لے کر ایف اے تک آپؒ کو باقاعدہ وظیفہ ملتا رہا۔ میٹرک کے امتحان کے بعد آپؒ اسلامیہ کالج میں داخل ہوگئے۔ لیکن وہاں آپؒ پر کچھ ایسی شدید روحانی کیفیات اور واردات طاری ہوگئیں کہ سب کچھ چھوٹ کر رہ گیا، اور آپؒ نے مکمل درویشانہ زندگی اختیار کرلی"۔[3]

میٹرک کے بعد جب آپؒ اسلامیہ کالج میں داخل ہوئے تو وہاں آپؒ پر روحانی کیفیات کا ایسا طوفان آیا کہ آپؒ نے سب کچھ چھوڑ کر درویشانہ زندگی اختیار کرلی۔ یہ تبدیلی ان کی روحانی تلاش کی ابتدا تھی، جس نے انہیں ایک نئی سمت کی طرف متوجہ کیا، اور ان کی شخصیت میں ایک منفرد روحانیت کی جھلک پیدا کی۔ فقیر نور محمدؒ کا یہ سفر ان کے روحانی ارتقاء کی ایک دلچسپ داستان ہے۔

آدمی کسی متبع سنت شیخ کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا۔ دینی و دنیاوی امور میں شریعت کی پیروی کرنے کے لئے کسی کو رہبر و رہنما ماننے اور اس کے کہنے پر عمل کرنے کا عہد شرعی اصطلاح میں بیعت کہلاتا ہے۔ 1912ء کو بغداد میں سلطان باہو کے جانشین سوئم صالح محمد قادری سے بیعت کی۔ فقیر نور محمد سروری قادریؒ کے

بیعت کے بارے میں صاحبزادہ فقیر عبدالحمید سروری قادری رقمطراز ہیں:

"ابتداء میں آپ نے سلطان العارفینؒ کے سجادہ نشین سوم حضرت صالح محمدؒ سے بیعت کی تھی۔ حضرت صالحؒ کی وفات کے بعد حضرت نوراحمدؒ سجادہ نشین تھے۔ حضرت نوراحمدؒ اکثر دورے پر دامان [4] کے علاقے میں آیا کرتے تھے۔ایک دفعہ آپؒ موضع مڈی [5] تشریف لے آئے۔ فقیرؒ کلاچی سے آپؒ کی زیارت کے لئے اپنے والد صاحب کے ہمراہ مڈی گئے اور وہیں آپؒ سے بیعت کی تجدید کرلی"۔ [6]

فقیر نے ابتدائی طور پر سلطان العارفینؒ کے سجادہ نشین حضرت صالح محمدؒ سے بیعت کی تھی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت نور احمدؒ سجادہ نشین بنے، جو اکثر دامان کے علاقے کا دورہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب حضرت نور احمدؒ موضع مڈی تشریف لائے تو فقیر نے اپنے والد کے ہمراہ وہاں جاکر ان کی زیارت کی اور اپنی بیعت کی تجدید کی۔

ازدواجی زندگی

آپؒ نے چار شادیاں کیں۔ پہلی شادی ۱۹۰۴ء میں، دوسری شادی ۱۹۱۲ء میں، تیسری شادی ۱۹۲۴ء جبکہ چوتھی شادی ۱۹۳۶ء میں ہوئی۔ ان چار ازواج سے سات بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئی۔۔ اولاد کے نام حسب ذیل ہیں:

غلام سرور طاہر کلاچوی، عبدالحمید سروری قادری، عبدالمجید، علی مراد، عبدالرشید، سیف الرحمٰن، عبدالرؤف [7] جبکہ بیٹیوں میں آمنہ بی بی، زبیدہ بی بی، گوہر تاج بی بی اور ریاض بی بی شامل ہے۔ [8]

تصانیف

حضرت فقیر نور محمد سروری قادری رحمہ اللہ کی علمی اور روحانی خدمات میں ان کی تصانیف کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ان کی کتب میں ان کے گہرے افکار اور روحانی تعلیمات کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان کی چند اہم اور معروف تصانیف درج ذیل ہیں:

* **مخزن الاسرار** (کتاب ہذا چھ ابواب لئے ہوئے ہیں جو ۳۷۷ صفحات پر مشتمل ہے جس میں موصوف کی فکری گہرائی اور صوفیانہ تعلیمات کا مظہر ہے۔ جس میں انہوں نے اسرار معرافت اور روحانی حقائق کو بیان کیا ہے
* **عرفان** (یہ کتاب دو جلد پر مشتمل ہیں۔ کتاب ہذا میں عرفانِ الٰہی اور خود شناسی کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی گئی ہے)۔
* **حق نمائے** "(یہ تصنیف حقائقِ حقیقت اور خدا کی معرفت کو آسان اور عام فہم زبان میں پیش کرتی ہے۔)۔ [9]
* یہ تصانیف نہ صرف ان کے علم و عرفان کی عکاسی کرتی ہیں بلکہ ان کی صوفیانہ تعلیمات کو سمجھنے میں بھی معاون ثابت

ہوتی ہیں۔ ان کتابوں میں تصوف اور روحانیات کے مختلف پہلوؤں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو ان کے مریدین اور علمی حلقوں کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔

وفات

آپؒ نے عمر کے آخری پانچ سال پنجاب میں گزارے۔"۱۷ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو رات ایک بجے فیصل آباد میں وفات گئے اور کلاچی میں تدفین کی گئی"۔[10]

فقیر نور محمد سروری قادری رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے آخری پانچ سال پنجاب میں گزارے۔ آپؒ کی شخصیت علمی اور روحانی میدان میں نمایاں رہی، اور ان کی وفات پر ان کے عقیدت مندوں نے گہرے دکھ کا اظہار کیا۔ آپؒ کی تدفین کلاچی میں عمل میں آئی، جہاں ان کی یاد آج بھی زندہ ہے۔

2) فقیر عبد الحمید سروری قادری

بر صغیر پاک و ہند میں دین متین کی سربلندی اور فروغ کے لئے خدمات سر انجام دینے والے اولیاء اللہ لوگوں کے دلوں میں قیامت تک زندہ رہیں گے۔ اولیائے کاملین کی تبلیغ وارشاد کا سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے

ان ہی اولیائے کاملین میں شاعرہ کتاب "حریم نور" سیدہ پروین زینب سروری قادری کی والد محترم فقیر عبد الحمید سروری قادریؒ بھی شامل ہے۔ آپؒ بہت اچھے خطاط، قادر الکلام شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ پشتو اور اردو زبان کے نعت گو شاعر بھی تھے اور کامل تخلص تحریر فرماتے تھے۔

آپؒ فقیر نور محمد سروری قادری کلاچویؒ کے ہاں 1920ء کو پیدا ہوئے۔ والد نے نام عبد الحمید رکھا۔

> "ابتدائی تعلیم کلاچی میں ہی اپنے والد بزرگوارؒ سے حاصل کی آپ کو علوم دینیہ و فارسی پر کمال عبور حاصل تھا۔ بعدہ آپؒ نے 1943ء میں لاہور طبیہ کالج میں طب کی تعلیم میں گولڈ میڈل حاصل کیا ۔ تصوف و معرفت میں کمال حاصل کیا تعلیم مکمل کرنے پر آپ نے بنوں تشریف لا کر وہاں باقاعدہ مطب شروع کیا۔ اپنے والد گرامی کی علالت کے باعث آپ فیصل آباد چلے آئے اور آخری وقت تک خدمت میں رہے جہاں آپ کو والد گرامی نے اپنے سلسلے کا سربراہ مقرر فرمایا۔ آپؒ کی صرف ایک شادی ہوئی زوجہ کا نام زرینہ گُل بی بی جن سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئی جن کے نام یہ ہے۔ بیٹوں میں جاوید احمد سروری قادری، جمشید احمد سروری قادری اور ہارون احمد سروری قادری جبکہ بیٹیوں میں

پروین اختر، شبنم گُل، احمرین بی بی اور یثرب بی بی"[11]

آپؒ نے کئی کتابیں بھی تصانیف کیں جن کے نام ذیل میں تحریر کی جاتی ہے۔

۱"۔ الہامات ۲۔ کلیات کامل ۳۔ فیوضات کامل ۴۔ خطبات کامل ۵۔ حیات سروری

۶۔ عقل بیدار (فارسی سے اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا) ۷۔ ابیات باہوؒ (پشتو منظوم ترجمہ کیا)

آپؒ کی وفات ۲۳ فروری ۲۰۱۸ء بروز جمعہ کو ہوئی۔ تدفین تحصیل کلاچی میں نوری دربار میں ہوئی"۔[12]

فقیر عبدالحمید سروری قادریؒ ایک ممتاز عالم، شاعر، اور صوفی بزرگ تھے جو 1920ء میں کلاچی میں پیدا ہوئے۔ دین متین کی خدمت اور طب میں نمایاں مقام حاصل کرنے کے بعد، انہوں نے بنوں میں مطب شروع کیا اور والد کی علالت پر فیصل آباد منتقل ہو کر سلسلے کی سربراہی سنبھالی۔ آپ کی تصانیف میں الہامات، کلیات کامل، اور فیوضات کامل شامل ہیں۔ 23 فروری 2018ء کو آپؒ کا وصال ہوا اور تدفین نوری دربار، کلاچی میں کی گئی۔

1) غلام سرور طاہر کلاچوی

برصغیر پاک و ہند کی روحانی تاریخ میں اولیائے کرام کی خدمات اور قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جاتی ہیں۔ ان بزرگوں کی اولاد بھی اکثر انہی عظیم روایات کو آگے بڑھاتی ہے اور دین کی خدمت کا سلسلہ جاری رکھتی ہے۔ اسی تسلسل میں طاہر کلاچوی کا ذکر آتا ہے، جو ایک بلند پایہ عالم وصوفی حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ غلام سرور جسے ادبی دنیا میں طاہر کلاچوی کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے شاعرہ حریم نور سیدہ پروین زینب سروری کے چچا اور پشتو و اردو زبان کے مشہور شاعر، طبیب وخوش نویس تھے۔ اپنی کتابوں کی کتابت بھی خود کیا کرتے تھے۔

> "طاہر کلاچوی ۱۹۱۸ء کو اپنے وقت کے درویش، ولی اللہ اور بلند پایہ عالم و صوفی حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ کے گھر کلاچی شہر کے محلہ کمال خیل میں پیدا ہوئے۔ طاہر کلاچوی کی والدہ کا انتقال اس وقت ہوا جب وہ دو سال کے تھے۔ اس لئے ان کی پرورش کی ذمہ داری فقیر نور محمد سروری قادری کی بڑی ہمشیرہ آمنہ بی بی نے کی۔ امنہ بی بی کی شادی کے بعد طاہر کلاچوی اور ان کے بھائیوں کی پرورش ان کی دادی فاطمہ بی بی نے کی"۔[13]

طاہر کلاچوی کلاچی شہر کے محلہ کمال خیل میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا انتقال ان کے بچپن میں ہو گیا، جس کے بعد ان کی پرورش کی ذمہ داری ان کی پھوپھی آمنہ بی بی نے سنبھالی۔

طاہر کلاچوی نے مڈل (اٹھویں) جماعت تک تعلیم اپنے شہر کلاچی میں حاصل ک ساتھ بچپن ہی میں اپنے والد سے شیخ سعدیؒ کی کتاب گلستان و بوستان بھی پڑھ لیں۔ اس لئے ان کو اردو و فارسی زبان پر عبور حاصل ہو گیا۔

موصوف کی زندگی ایک مثال ہے جس میں روحانیت، علم، اور خاندان کی تربیت کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ آپ نے اپنے شہر کلاچی میں شادی کی اور اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم کی طرف راغب کیا۔ آپ کے بیٹے اور بیٹیاں نہ صرف اہل علم و عمل ہیں بلکہ معاشرتی خدمات میں بھی پیش پیش ہیں۔ موصوف کی ازدواجی زندگی کے بارے میں جب ہم نے ان کی بیٹی محترمہ ساجد نصرین سے انٹرویو لی وہ ملاحظہ ہوں:

"طاہر کلاچوی نے شادی ۱۹۴۶ء میں اپنے ہی شہر کلاچی میں کی۔ آپ کے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ بیٹوں میں محمد فاروق خان، محمد آصف، محمد عارف خان، محمد خالد خان اور محمد ارشد خان جبکہ چاروں صاحبزادیاں (ساجدہ نسرین، عابدہ شاہین، فرزانہ یاسمین، رضوانہ سمرین) اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور محکمہ تعلیم میں اپنی سرکاری ذمہ داریاں نبھارہی ہے"۔[14]

طاہر کلاچوی نے 1946ء میں اپنے شہر کلاچی میں شادی کی اور اپنی ازدواجی زندگی میں بھرپور محبت اور سمجھوتے کے ساتھ اپنے خاندان کی پرورش کی۔ آپ کی زندگی میں آپ کی بیوی کا کردار نہایت اہم تھا، جنہوں نے آپ کی مدد سے آپ کی اولاد کی بہترین تربیت کی۔ طاہر کلاچوی نے اپنی بیوی کے ساتھ مل کر نہ صرف اپنے خاندان کی پرورش کی، بلکہ اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم اور سرکاری خدمات میں کامیابی کی راہیں بھی دکھائیں۔

طاہر کلاچویؒ کی شاعری نے برصغیر کے صوفیانہ ادب میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ ان کی کلام میں روحانیت، محبت، اور جمالیات کی عکاسی ہوتی ہے۔ آپ کے شعری مجموعے نہ صرف زبان کی لطافت کو پیش کرتے ہیں بلکہ آپ کی گہری روحانی بصیرت اور مشاہدات کا بھی آئینہ دار ہیں۔

> "طاہر کلاچویؒ کے تین پشتو شعری مجموعے جن میں "دمینی غگ (آغوش محبت)، "مضراب"، دا حُسن لمن (دامن حسن) ایک اردو شعری مجموعہ "خندہ گل" جبکہ ان کا یہ تمام کلام "کلیات طاہر میں محفوظ ہے۔"[15]

طاہر کلاچویؒ کے تین پشتو شعری مجموعے "دمینی غگ" (آغوش محبت)، "مضراب" اور "دا حسن لمن" (دامن حسن) اور ایک اردو شعری مجموعہ "خندہ گل" ان کی شاعری کی جیتی جاگتی مثال ہیں۔ ان تمام کلام کو "کلیات طاہر" میں محفوظ کیا گیا ہے، جو ان کی شاعرانہ عظمت اور فنی مہارت کا جامع مجموعہ ہے۔

طاہر کلاچویؒ کی زندگی ایک علم و ادب کی خدمت کی داستان ہے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی قلم کے ذریعے شعری اور ادبی دنیا میں اپنا حصہ ڈالا اور پشتو ادب کو ایک نیا رنگ دیا۔ ان کی شاعری میں روحانیت، محبت اور حکمت کی جھلک ملتی ہے، اور وہ پشتو ادب کے بڑے ستون سمجھے جاتے ہیں۔

وفات

طاہر کلاچویؒ کی وفات ایک ایسا غمگین لمحہ تھا جس نے نہ صرف ان کے اہل خانہ کو مغموم کیا، بلکہ پورے ادبی و روحانی حلقے کو بھی سوگوار کر دیا۔ موصوف کی وفات کے بارے میں جب اس کی بیٹی محترمہ ساجدہ نسرین سے انٹرویو لی تو موصوفہ نے ہمیں کچھ یوں ہی بتایا:

طاہر کلاچوی صاحب نے ساری زندگی قلم کی مزدوری کی۔ پشتو ادب و شعری میں رحمان بابا ثانی سمجھے جانے والے اور اپنے وقت کا یہ عظیم انسان اور شاعر ۶۳ سال کی عمر میں خیبر ہسپتال پشاور میں ۷ جون ۱۹۸۲ء شب برات کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ کلاچی میں نوری دربار کے احاطے میں سپرد خاک کر دیا گیا۔"[16]

طاہر کلاچویؒ کی وفات پر نہ صرف پشتو ادب بلکہ روحانیت کے حلقوں میں بھی گہرے دکھ کی لہر دوڑ گئی آپؒ کو کلاچی میں نوری دربار کے احاطے میں دفن کیا گیا، جہاں آج بھی ان کی روحانیت اور شاعری کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔

نن کنجیانی د جنت دی له هغو نه　　　　چی باهر ته پاکیزه په زړه خیرن دی

(آج جنت کی کنجیاں ان کے پاس ہیں جن ظاہر صاف اور باطن گندا ہے)۔

2) ڈاکٹر جاوید احمد سروری قادری

ڈاکٹر جاوید احمد سروری قادری ایک عظیم علمی اور روحانی شخصیت ہیں، جن کا تعلق ایک بلند پایہ روحانی خاندان سے ہے۔ آپ حضرت فقیر عبدالحمید سروری قادری کے فرزند اکبر و روحانی جانشین اور سیدہ پروین اختر زینب سروری کے بھائی ہیں۔

" آپ کی پیدائش خیبر پختونخواہ کے شہر بنوں میں یکم جنوری ۱۹۵۲ء میں ہوئی۔ ۱۹۷۳ء میں خیبر میڈیکل کالج پشاور سے ایم بی بی ایس کیا اور پھر رائیل رائیل کالج اینڈ فزیشنز اینڈ سرجز گلاسگو اور یونیورسٹی کالج ڈبلن آئرلینڈ سے علاج امراض اطفال میں تخصص کیا۔ ۱۹۹۳ء میں امریکہ چلے آئے جہاں آپ نے کولمبیاء یونیورسٹی نیویارک سے شعبہ امراض اطفال میں ریزیڈنسی کی تربیت حاصل کی اور وہاں چیف ریذیڈنٹ تعینات رہے۔ اس سے قبل ایران کے مختلف علاقوں میں بطور ڈاکٹر خدمات سرانجام دیے۔ جہاں آپ کو صوفیانہ آدب و شاعری اور تصوف کے وسیع مطالعہ کا موقع ملا"[17]۔ آپ نے صرف اعلی تعلیم یافتہ بلکہ عالم و عارف

مصنف کے ساتھ ساتھ بہت دل پذیر شخصیت کے حامل بھی ہیں۔

ڈاکٹر جاوید احمد سروری قادری کی تصانیف میں روحانیت، تصوف اور ادب کے مختلف پہلوؤں کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ کی تحریریں ایک علمی اور روحانی امتزاج کی عکاس ہیں، جن سے نہ صرف اہل علم بلکہ عام قارئین بھی استفادہ کرسکتے ہیں۔ آپ کی تصانیف میں تصوف اور اسلامی فکروں کی بنیاد پر گہری بصیرت ملتی ہے۔

آپ کی پانچ تصانیف شائع و مقبول ہوچکی ہیں۔

1) جلوہ گاہ (Sufi Light : the Secret of Meditation)

2) دابستان باہو (The Spirit of Sultan)

3) عشق عبادت (Sufi Prayer and Love)

4) عشق وصال

5) The Last Messenger , The Final Prophet [18]

خلاصہ

سیدہ پروین اختر زینب سروری کا تعلق گنڈہ پور قبیلہ سادات سے ہے اور ان کا خاندان سلسلہ سروریہ قادریہ سے وابستہ ہے۔ ان کے دادا حضرت فقیر نور محمد سروری قادری، ایک بلند پایہ عالم اور صوفی بزرگ تھے جو حضرت سلطان باہو کے بعد سروریہ قادریہ سلسلے کے دوسرے سربرآوردہ بزرگ تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم کلاچی میں حاصل کی اور بعد میں اسلامیہ کالج میں داخلہ لیا۔ حضرت فقیر نور محمد سروری قادری نے چار شادیاں کیں اور ان کی اولاد میں سات بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ شاعرہ کے والد فقیر عبدالحمید سروری قادری بھی ایک مشہور صوفی شاعر اور نعت گو تھے۔ انہوں نے لاہور طبیہ کالج سے گولڈ میڈل حاصل کیا اور دین کی خدمت میں اپنی زندگی وقف کی۔ فقیر عبدالحمید سروری قادری کی وفات 23 فروری 2018 کو ہوئی اور ان کی تدفین نوری دربار، کلاچی میں ہوئی۔ سیدہ پروین زینب سروری کا خاندانی پس منظر ان کے والد، دادا، اور چچا کی دینی و ادبی خدمات پر مشتمل ہے جو تصوف اور شاعری کے میدان میں نمایاں ہیں۔

مبحث دوم: سیدہ پروین اختر زینب سروری کے احوال و آثار

سیدہ پروین زینب سروری کی نعتیہ شاعری کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، جو نہ صرف دینی اور روحانی جذبے کی عکاسی کرتی ہے بلکہ ایک نیا ادب بھی تخلیق کرتی ہے۔ آپ کی شاعری میں عشقِ رسول ﷺ اور اللہ کے پیغام کی گہری جھلکیاں ملتی ہیں، جس میں آپ

نے دینی اقدار اور اخلاقی سچائیوں کو نہایت خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ سیدہ پروین زینب کا کلام روحانیت، عقیدت اور تقدس کا ایک ایسا سنگم ہے جو ہر قاری کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ان کی نعتوں میں جہاں محبت اور عقیدت کا اظہار ملتا ہے، وہیں ان کی شاعری میں فکری اور اخلاقی پیغامات بھی پوشیدہ ہیں، جو انسانیت کی فلاح کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

اس فصل میں زیر تحقیق مجموعہ حمد و نعت "حریم نور" کی شاعرہ سیدہ پروین اختر زینب سروری کے احوال و آثار قلمبند کی جائے گی۔

خاندانی تعارف

سیدہ پروین اختر زینب سروری کا تعلق تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک علمی اور ادبی خاندان سے ہے جس نے ادب، تصوف اور روحانیت کی دنیا میں بے شمار گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ کا خاندان نسبت سروریہ قادریہ سے جڑا ہوا ہے، آپ کے دادا فقیر نور محمد سروری قادریؒ جو ایک سربر آوردہ صوفی بزرگ اور عظیم مصنف تھے۔ جس کے بزرگوں نے علم و حکمت کی روشنی پھیلائی اور اپنے تحریری کاموں کے ذریعے دنیا کو روشنی فراہم کی۔ آپ کا گھرانہ ادیبوں اور شاعروں کا ہے جس کی تیسری نسل میں آپ ہیں۔ آپ کا خاندان نہ صرف دینی لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے بلکہ ان کے ادبی، شعری اور تصوف کے حوالے سے بھی بہت سی عظیم تصانیف موجود ہیں۔

شاعرہ کا تعلق گنڈاپور قبیلہ سادات سے ہے۔ دادا سید فقیر نور محمد سروری قادریؒ صوفی اور مصنف تھے۔ آپ کے مشہور تصنیف "عرفان" ہے اور والد سید فقیر عبدالحمید سروری قادریؒ اللہ کے ولی اور اردو اور پشتو زبان کے منجھے ہوئے شاعر تھے۔ یہ دونوں بزرگ ہستیاں اپنے وقت کے نامی گرامی اولیائے کرام میں شمار ہوتی تھیں اور نعتیہ اور عارفانہ کلام لکھنے میں باکمال تھیں۔

پیدائش و نسب

آپ کا تعلق ایک علمی، ادبی اور روحانی خاندان سے ہے جس نے ادب و تصوف کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ آپ کا والد فقیر عبدالحمید سروری قادریؒ اور دادا فقیر نور محمد سروری قادریؒ جیسے عظیم صوفی بزرگ تھے، جنہوں نے دین، علم، اور تصوف میں اہم کارنامے سرانجام دیے۔

"آپ کا اصل نام پروین اختر ہے جبکہ ادبی اور قلمی دنیا میں آپ سیدہ پروین زینب سروری سے جانی پہچانی جاتی ہیں۔ والد کا نام فقیر عبدالحمید سروری قادریؒ، والدہ کا نام زرینہ گل بی بی جبکہ دادا کا نام فقیر نور محمدؒ ہے۔ سیدہ پروین اختر زینب سروری قادری ۱۰

دسمبر ۱۹۴۹ء کو ضلع بنوں میں پیدا ہوئی۔ مگر آبائی وطن تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ہے۔ شاعرہ نسل اور نسب سے پٹھان اور قومیت کے لحاظ سے گنڈاپور ہے۔ گنڈاپور قوم کا سلسلہ نسب مشہور بزرگ حضرت میر سید محمد گیسودراز رحمۃ اللہ سے ملتا ہے۔ اس لحاظ سے گنڈاپور قوم سادات میں سے ہے"۔[19]

سیدہ پروین اختر زینب سروری، جن کا اصل نام پروین اختر ہے، ۱۰ دسمبر ۱۹۴۹ء کو ضلع بنوں میں پیدا ہوئیں اور ان کا آبائی تعلق تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ہے۔ آپ ایک علمی و روحانی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں؛ والد فقیر عبدالحمید سروری قادری اور دادا فقیر نور محمدؒ مشہور صوفی بزرگ تھے۔

تعلیم

سیدہ پروین زینب سروری کی علمی و ادبی زندگی کا آغاز اعلیٰ تعلیم اور زبان و ادب کی گہری دلچسپی سے ہوا۔ آپ کی ابتدائی تعلیمی کامیابیاں اس بات کی عکاس ہیں کہ آپ نے اپنی علمی قابلیت کو بہتر بنانے میں کتنی محنت اور لگن کا مظاہرہ کیا۔

"آپ نے اُردو میں مہارت کی سند (ادیب)، کلیہ علوم مشرقیہ اور ادیب فاضل کی اسناد بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن پشاور سے بالترتیب ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۵ء میں حاصل کیں"۔[20]

سیدہ پروین زینب سروری نے اردو ادب میں اپنی مہارت کی سند حاصل کی اور اس سلسلے میں کلیہ علوم مشرقیہ کی اسناد بھی حاصل کیں۔ یہ تعلیمی کارنامے ان کی علمی زندگی کی بنیاد اور ادبی خدمات کی شروعات تھے۔

ازدواج زندگی اور اولاد

سیدہ پروین زینب سروری کی ازدواجی زندگی نے ان کی شخصیت میں مزید نکھار پیدا کیا اور ان کے ادبی و روحانی سفر کو مستحکم کیا۔ ان کی شادی اور خانگی زندگی نے ان کے علمی اور تصوف کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔

سیدہ پروین زینب سروری کی شادی سولہ سال کی عمر میں ملک کے معروف قادان جسٹس ریٹائرڈ عبدالکریم کنڈی مرحوم سے ہوئی جو کہ پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے سینئر ترین ایڈوکیٹ تھے۔

آپ کی پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ سب سے بڑی بیٹی ہے جن کا نام بیقی کریم ہے یہ عالمہ ہے دورۂ قرآن کرواتی رہتی ہے قرآن کا انگریزی ترجمہ بھی کر چکی ہے اس کے بعد بیٹا راعون کریم، مامون کریم، افنان کریم، عرفان کریم اور کامران کریم ہے بیٹوں کے بعد ایک بیٹی طوبیٰ کریم ہے۔ راعون کریم، مامون کریم، اور کامران کریم کمپیوٹر سے متعلق انجینیرز ہیں۔ افنان کریم ایڈوکیٹ ہے جو ھاورڈ یونیورسٹی امریکا سے ایل ایم ایم کی ڈگری حاصل کر چکا ہے۔ عرفان کریم پاکستان سے ایم بی بی ایس کر کے امریکا

سے میڈیکل کی اعلیٰ تعلیم مکمل کر چکا ہے۔ایک بیٹی کی شادی اقتصادی تعاون تنظیم کے سابق جنرل سیکر ٹری اور آسٹریا میں پاکستان کے سابق سفیر خورشید انور سے ہوئی۔[21]

سیدہ پروین زینب سروری کی ازدواجی زندگی نے ان کی شخصیت میں مزید نکھار پیدا کیا اور ان کے ادبی و روحانی سفر کو مستحکم کیا۔ ازدواجی تعلقات نے انہیں نہ صرف خانگی سکون فراہم کیا بلکہ ان کے علمی اور تصوف کے سلسلے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ان کی خانگی زندگی میں ملنے والا سکون اور سپورٹ ان کے ادبی کاموں اور روحانی تجربات میں جھلکتا ہے، جو ان کی تخلیقات میں گہرائی اور اثر پذیری کو بڑھاتا ہے۔

نعت گوئی کا سفر

سیدہ پروین زینب سروری کے گھر کا ماحول بڑا روحانی، دینی اور اسلامی اقدار والا ہے۔ اللہ کے ولیوں کے گود میں آنکھ کھولی تھی۔ روحانیت سے سرشار والدین نے تربیت کی۔ دوران تعلیم پرائمری سکول سے ہی میلاد پر نعتیہ کلام پڑھے۔ پہلا نعتیہ کلام بارہ سال کی عمر میں لکھا۔

شادی کے بعد اخبار جہاں کے لئے سنجیدہ غزلیں لکھیں لیکن والد صاحب کی ناپسندیدگی کی وجہ سے غزل لکھنا ترک کر دی۔ پھر اولاد کی ذمہ داریوں سے فرصت کے بعد ۲۰۱۴ء میں باقاعدہ نعت لکھنے کی طرف میلان ہوا جو کہ اب تک جاری ہے۔ شاعری کی ابتدائی رہنمائی والد محترم فقیر عبدالحمید سروری قادریؒ نے کی۔ ان کے بعد بھائی جاوید احمد سروری قادری نے ہر طرح رہنمائی فرمائی۔ پردے کی وجہ سے کسی مشاعرے میں ذاتی طور پر شرکت نہیں کی۔

اردو ادب کے اندر مذہبی شاعری نے ہمیشہ نفرت کی آگ بجھانے کا کام سرانجام دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدہ پروین زینب سروری کی شاعری کو اصلاح انسانیت کا ذریعہ کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی۔ ان کی حمدیہ فکر اور فن سے انسان کا جذبہ اسلام بڑھ جاتا ہے۔ جبکہ نعتیہ کلام پڑھنے یا سننے سے ایسے لگتا ہے کہ جیسے امام کائنات حضرت مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت سی ہو رہی ہو۔ جس طرح دیگر شعرائے کرام نے اپنی شاعری کے اندر اہل بیت سے عقیدت و انسیت کا اظہار کیا ہے اسی طرح سیدہ پروین زینب سروری نے بھی اپنے مذہبی کلام میں اظہار کیا ہے۔[22]

سیدہ پروین زینب سروری نے اپنے دینی گھرانے میں پرورش پائی اور کم عمری سے ہی روحانیت اور اسلامی اقدار کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا۔ بارہ سال کی عمر میں پہلا نعتیہ کلام لکھنے کے بعد، شادی کے بعد بھی ادب سے رشتہ برقرار رکھا اور 'اخبار جہاں' کے لیے غزلیں تحریر کیں۔ تاہم، والد کی ناپسندیدگی کی وجہ سے غزل نگاری ترک کر دی اور 2014ء میں دوبارہ نعت لکھنے کی

طرف راغب ہوئیں۔ والد اور بھائی کی رہنمائی سے ان کی شاعری میں گہرائی اور وسعت آئی۔ ان کی شاعری میں حمدیہ و نعتیہ کلام انسان کے ایمان کو تقویت دیتا ہے اور نبی اکرم ﷺ سے محبت کا جذبہ اجاگر کرتا ہے۔ سیدہ پروین زینب سروری کی مذہبی شاعری اصلاح انسانیت کا باعث بنتی ہے اور اہل بیت سے عقیدت کا خوبصورت اظہار کرتی ہے۔

ادبی آثار / تصانیف

اگر ادبی تاریخ کے اوراق تھوڑے سے ہی پلٹائے جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ تین پُشتوں سے سیدہ پروین زینب سروی کے آباؤاجداد میں ادیب، شاعر اور لکھاری ملتے ہیں۔ یہ کنبہ سروریہ قادریہ سلسلے سے جڑا ہوا ہے جس کی تصوف کے میدان میں نمایاں خدمات رہی ہیں۔

سیدہ پروین زینب سروری نے بھی اپنی وراثت کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے مذہبی شاعری کو اپنی پہلی اور آخری ترجیح میں رکھا ہے۔ موصوفہ نے پانچ کتب "تسبیح نور"، "حریم نور"، "قندیل نور"، "تعبیر نور" اور "آیات نور" لکھیں یہ پانچوں کتابیں نعتیہ شاعری پر مشتمل ہیں۔ "تسبیح نور" میں حمدیہ ، نعتیہ کلام ، منقبات، مناجات اور غزلیں شامل ہیں۔ "تسبیح نور" کے موضوعات سخن میں مثالِ شمع فروزاں ہے مصطفیٰ کی حدیث، نہ جواب نہ مثال ہے، میرے حضور پاک کی ہر بات کو سلام، نگاہ لطف تیری کیا سے کیا کردے، مدحت و توصیف ہو کیسی بیاں، ماہ کامل ہے تمہارا عارضِ روئے حسیں، وہ الفت وہ سوز جگر مانگتے ہیں، بزم کونین کی ابتداء آپ ہیں، تیری آستاں پہ میری جبیں ہے، جمال کبریا، اجمل تیرے جلوے جمالی ہیں، ٹوٹنے مٹی کے پیمانے لگے ، افق کے پار چلیں بے طلب گزارتے ہیں، توڑ دی اس نے وہ زنجیر ہی دلداری کی ، ایسے مجنوں بھی رہتے ہیں جو فرزانوں میں، کبھی آپ اپنی چیزوں کی نگہبانی بھی کرتے ہیں، کسی کی جور و جفا سے سنور گیا کوئی، کوئی امتحان کے سوالوں میں ہے، تیری گفتار سے غم دور ہوں سارے بابا، آستانہ نوری پہ نور کی بارش، کلاچی نور کے ہالے، تجھے مبارک ہوں، ازل سے فیصلہ رب کا سنایا جاتا ہے، سنگینوں کے سائے میں ہی ہوں اسیر ذات، نہ وہم و گماں اور دیگر شامل ہیں۔ یہ کتاب مکتبہ جدید لاہور نے ۲۰۱۵ء میں شائع کی جو ۳۷۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے"۔[23]

زیر تحقیق مجموعہ حمد و نعت "حریم نور" میں حمدیہ اور نعتیہ شاعری شامل کی گئی ہے۔ سیدہ پروین زینب سروری قادری کو ۲۰۱۹ء میں ان کے مجموعہ حمد و نعت "حریم نور" کو وزارت مذہبی امور کی طرف سے "سیرت ایوارڈ" دیا گیا ہے۔ "حریم نور" ۳۷۹ صفحات پر مشتمل حمد و نعت کا مجموعہ ہے۔ شاعرہ نے کتاب کے پہلے حصہ میں حمد باری تعالیٰ و مناجات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی گئی ہے جبکہ دوسرے حصے میں خاتم النبیین ﷺ سے محبت کے اظہار میں نعتِ رسول کریم ﷺ قلم بند کی

ہے۔ یہ کتاب 2018ء میں مکتبہ جدید پریس لاہور سے شائع ہوئی جو انتساب، پیش لفظ، اظہار تشکر، حمد باری تعالیٰ و مناجات اور نعت رسول اللہ ﷺ کے عناوین لیے ہوئے ہے۔۔ جس میں چھ حمد باری تعالیٰ اور تین مناجات ہیں جو ۱۰۸ اشعار پر مشتمل ہیں، جبکہ نعت رسول کی تعداد ۱۲۴ ہے، جن کے کل اشعار ۱۵۴۳ ہیں"۔[24]

شاعرہ کا ایک اور حمدیہ اور نعتیہ مجموعہ "قندیل نور" ۳۲۳ صفحات پر مشتمل ہے جو کہ مکتبہ جدید لاہور کی جانب سے ۲۰۲۰ء میں شائع کیا گیا۔ مجموعہ ہذا انتساب، اظہار مسرت، قندیل نور کا اجمالی جائزہ، قندیل نور پر ایک نظر، اظہار تشکر، حمد باری تعالیٰ و مناجات اور نعت رسول کریم ﷺ کے مضامین لئے ہوئے ہیں۔[25]

سیدہ پروین زینب سروری قادری کی ایک اور شہر آفاق کتاب "تعبیر نور" ہے۔ مجموعہ حمد و نعت "تعبیر نور" انتساب، ابتداء، سیدہ پروین زینب سروری کی نعتیہ شاعری، تعبیر نور پر ایک اجمالی نظر، سیدہ صاحبہ کی نعت گوئی میری نظر میں، حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول کریم ﷺ کے عناوین لئے ہوئے ۳۳۲ صفحات پر مشتمل ہیں۔ مجموعہ ہذا کی کمپوزنگ کامران کریم کنڈی نے کی اور نعت آشنا پبلی کیشنز لاہور سے ۲۰۲۱ء میں شائع ہوئی۔[26]

سیدہ پروین زینب سروری نے اپنی وراثت کی روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے چار اہم نعتیہ کتب تخلیق کیں جن میں تسبیح نور، حریم نور، قندیل نور اور تعبیر نور شامل ہیں اور پانچواں نعتیہ مجموعہ "آیات نور" زیر طبع ہے۔ ان کتب میں حمدیہ و نعتیہ شاعری کے علاوہ مناجات اور منقبات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ خاص طور پر تسبیح نور کی اشاعت ۲۰۱۵ء میں مکتبہ جدید لاہور سے ہوئی، جس میں مختلف نعتیہ مضامین اور حمدیہ اشعار کو سمویا گیا ہے۔ ان کی تصنیف حریم نور کو ۲۰۱۹ء میں وزارت مذہبی امور کی جانب سے "سیرت ایوارڈ" سے نوازا گیا، جو ۳۷۹ صفحات پر مشتمل ہے اور حمد و نعت کے حسین امتزاج کی مثال ہے۔ سیدہ پروین کی شاعری ان کی روحانی عقیدت اور محبت رسول ﷺ کی آئینہ دار ہے۔ شاعرہ ایک پردہ دار خاتون ہیں۔ موصوفہ نے اپنے آپ کو نعت گوئی کے لئے وقف کر رکھا ہے شاعری میں آپ کا سارا زورِ قلم اور جذبہ تخلیق محبوب رب تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کی مدحت کے لئے وقف ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ نے اپنا تن من دھن سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت میں لگا دیا ہے۔

خلاصہ

اس فصل میں سیدہ پروین اختر زینب سروری کی نعتیہ شاعری کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، جو نہ صرف دینی اور روحانی جذبے کی عکاسی کرتی ہے بلکہ اردو ادب میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ ان کی شاعری میں عشقِ رسول ﷺ اور اللہ کے پیغام کی گہری جھلکیاں

ملتی ہیں، جس میں دینی اقدار اور اخلاقی سچائیوں کو نہایت خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے۔ سیدہ پروین زینب سروری کا کلام روحانیت، عقیدت اور تقدس کا ایسا سنگم ہے جو قاری کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑتا ہے۔ ان کی نعتوں میں محبت اور عقیدت کے جذبات واضح ہیں، جبکہ فکری اور اخلاقی پیغامات بھی نمایاں ہیں جو انسانیت کی فلاح کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

سیدہ پروین اختر زینب سروری کا تعلق تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک علمی اور ادبی خاندان سے ہے، جس نے ادب، تصوف اور روحانیت کی دنیا میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ آپ کا خاندان سروریہ قادریہ سلسلے سے منسلک ہے، جس کی روحانی و دینی خدمات صدیوں سے چلی آ رہی ہیں۔ آپ کے دادا فقیر نور محمد سروری قادری ایک سربرآوردہ صوفی بزرگ اور عظیم مصنف تھے جنہوں نے اپنے تحریری کاموں کے ذریعے دنیا میں علم و حکمت کی روشنی پھیلائی۔ والدہ کا نام زرینہ گل بی بی ہے اور والد فقیر عبد الحمید سروری قادری بھی ایک نامور شاعر اور صوفی بزرگ تھے، جن کی تحریریں اردو اور پشتو ادب میں خاص مقام رکھتی ہیں۔ آپ کا خاندان دینی اور علمی لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے اور اس نے اردو شاعری اور تصوف کے میدان میں کئی عظیم تصانیف پیش کی ہیں۔ سیدہ پروین اختر زینب سروری ۱۰ دسمبر ۱۹۴۹ء کو ضلع بنوں میں پیدا ہوئیں، تاہم ان کا آبائی وطن تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ہے۔ آپ نسل اور نسب کے لحاظ سے پٹھان اور قومیت میں گنڈاپور سے تعلق رکھتی ہیں، جس کا سلسلہ نسب مشہور بزرگ حضرت میر سید محمد گیسودراز رحمۃ اللہ سے جا ملتا ہے۔ اس سبب سے گنڈاپور قوم سادات میں شمار کی جاتی ہے۔ سیدہ پروین زینب سروری کی ابتدائی تعلیم میں اردو ادب میں مہارت شامل ہے۔ آپ نے بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن پشاور سے ادیب اور ادیب فاضل کی اسناد بالترتیب ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۵ء میں حاصل کیں۔ آپ کی نعت گوئی کا آغاز کم عمری میں ہوا اور بارہ سال کی عمر میں پہلا نعتیہ کلام تحریر کیا۔ والد کی رہنمائی نے آپ کی شاعری کو دینی اور روحانی رنگ بخشا۔ شادی کے بعد آپ نے غزل گوئی کا آغاز کیا، لیکن والد کی ناپسندیدگی کے باعث غزل سے نعت گوئی کی طرف واپس آئیں اور ۲۰۱۴ء میں باقاعدہ طور پر نعت لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔

آپ کی شاعری کے مجموعے، جن میں "حریم نور"، "تسبیح نور"، "قندیل نور" "تعبیر نور" اور "آیات نور" شامل ہیں، نعتیہ ادب میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں اسلامی اقدار کی تشہیر، قرآنی آیات اور احادیث کی عکاسی، اور اسلامی تاریخ کے اہم لمحات کی بازگشت ملتی ہے۔ ان کی تحریروں میں سادگی اور دلکشی کی خصوصیات ہیں جو قاری کو ایک روحانی تجربے کی طرف

لے جاتی ہیں۔ سیدہ پروین زینب کی شاعری کا ہر شعر اور ہر مصرعہ ایک پیغام رکھتا ہے اور ایک دعوتِ فکر دیتا ہے، جو انسانیت کی فلاح اور اصلاح کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

فصل سوم: حریم نور کا تعارفی جائزہ

اگر اردو ادب کا مطالعہ کیا جائے تو حمدیہ، نعتیہ کلام کے اندر کئی شعراء نے جابجا قرآن کریم کی آیات اور احادیث مبارکہ کے ان گنت دلائل اور حوالہ جات اپنی شاعری کے اندر استعمال کرتے ہیں۔ اُردو ادب کے اندر مذہبی شاعری تبلیغ کا درجہ رکھتی ہے۔ سیدہ پروین زینب سروری قادری کا کلام بھی اس سلسلے میں اہمیت کا حامل ہے۔ شاعرہ نے اپنے حمدیہ کلام کے اندر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، ربوبیت، خدائیت کے ساتھ نعتیہ کلام میں حُب رسول اللہ ﷺ سے سرشار ہیں۔ اُن کی مذہبی شاعری پر چار نعتیہ مجموعہ طبع ہو چکے ہیں جن میں "تسبیح نور"، "حریم نور"، "قندیل نور" اور "تعبیر نور" شامل ہے۔

سیدہ پروین زینب سروری قادری کو ۲۰۱۹ء میں ان کے مجموعہ حمد و نعت " حریمِ نور " کو وزارت مذہبی امور کی طرف سے "سیرت ایوارڈ" دیا گیا ہے۔ "حریم نور" ۳۷۹ صفحات پر مشتمل حمد و نعت کا مجموعہ ہے۔ شاعرہ نے کتاب کے پہلے حصہ میں حمد باری تعالیٰ و مناجات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی گئی ہے جبکہ دوسرے حصے میں خاتم النبیین ﷺ سے محبت کے اظہار میں نعتِ رسول کریم ﷺ قلم بند کی ہے۔ یہ کتاب 2018ء میں مکتبہ جدید پریس لاہور سے شائع ہوئی جو انتساب، پیش لفظ، اظہار تشکر، حمد باری تعالیٰ و مناجات اور نعت رسول اللہ ﷺ کے عناوین لیے ہوئے ہے۔۔ جس میں چھ حمد باری تعالیٰ اور تین مناجات ہیں جو ۱۰۸ اشعار پر مشتمل ہیں، جبکہ نعت رسول کی تعداد ۱۲۴ ہے، جن کے کل اشعار ۱۵۳۳ ہیں۔

زیر تحقیق مجموعہ حمد و نعت " حریم نور" کے موضوعات سخن میں انتساب "میرے پیارے جگر گوشوں کے نام" کے عنوان سے باندھ گیا۔ جس میں شاعرہ نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے سرمایہ حیات اور خوش بختی کے روشن آثار کہہ کر تحریر کی ہے۔ انتساب کے بعد چھ صفحات پر مشتمل فہرست درج ہے۔ فہرست کے بعد "پیش لفظ" کے عنوان سے فقیر عبد الحمید کامل سروری قادری نے لکھا ہے۔ مقدمہ "کلام زینب نعت کے آئینے میں" کے عنوان سے فقیر ڈاکٹر جاوید احمد نے لکھا ہے۔[27]

نامور لکھاری رشید ساقی نے مجموعہ کلام "حریم نور" کے بارے میں "حریم نور میری نظر میں" کے عنوان سے اپنا تبصرہ لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "اس مجموعے کی ابتداء میں نو حمدیں اور پھر نعتیں ہیں۔ محترمہ نے حمد و نعت کی جو ترتیب قائم رکھی ہے اس سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ اس مصرے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" پر کامل یقین رکھتی

ہیں۔ زینب سروری صاحبہ نے اپنی حمدوں میں خالق حقیقی کی خوبیاں جس خلوص اور شاعرانہ پختگی کے ساتھ بیان کی ہیں۔ کوئی بھی پڑھنے والا ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ زینب صاحبہ کی حمد ہمیں خدا تعالیٰ کی تمام صفات کو جاننے میں بڑی مدد دیتی ہے۔ زینب کے دل میں حبیب خدا کے ساتھ انتہائی عقیدت ہے اور اس عقیدت کے اظہار نے ان کو نعت کو حسن عقیدت کا آئینہ بنادیا ہے"۔[28]

اس کے بعد شاعرہ سیدہ پروین زینب سروری قادری نے " اظہار تشکر" میں شکریہ ادا کی ہے اپنے دادا حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ اپنے والد فقیر عبد الحمید سروری قادریؒ، اپنی والدہ زرینہ گل بی بی، اپنے بھائی صوفی سکالر اور مصنف فقیر ڈاکٹر جاوید احمد سروری قادری کے لئے شکریہ ادا کی ہے۔ اپنے جگر گوشوں جن میں اپنی دو مہربان بیٹیوں یحیٰی خانم اور طوبیٰ خانم کا ذکر کیاہے ساتھ ہی اپنے داماد خورشید انور جو کہ اقتصادی تعاون تنظیم کے جنرل سیکرٹری اور آسٹریا میں پاکستان کی سفیر رہ چکے ہیں کی شکریہ ادا کی جنھوں نے زیر مطالعہ کتاب "حریم نور" پر نظر ثانی کی۔[29]

اظہارِ تشکر کے بعد مجموعہ حمد و نعت "حریم نور" میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے لئے شاعرہ سیدہ پروین زینب نے حمد باری تعالیٰ و مناجات کے مضامین لئے ہوئے ہے۔ جس میں چھ حمد باری تعالیٰ اور تین مناجات ہیں جو ۱۰۸ اشعار پر مشتمل ہیں۔ پہلی حمد باری تعالیٰ بیان کی ہے۔ شاعرہ کا حمد باری تعالیٰ بیان انداز یوں ہے:

مطلع نعت	اشعار کی تعداد	اندارج
ہر جلوہ جمال خدا بے مثال ہے	دس	ص۴ تا ۵
ذرے ذرے میں تیرا نور جھلکتا دیکھوں	پندرہ	ص۶ تا ۸
سکون دل کو نہ تھا تیرے نام سے پہلے	چودہ	ص۹ تا ۱۱
فقط تیری مدد ہر ایک نفس درکار ہے مجھ کو	دس	ص۱۲ تا ۱۳
اے شہنشاہِ کل، مالک دوسرا	تیرہ	ص۱۴ تا ۱۶
عطا کر دے ہمیں سوز نہاں پھر سے خداوند (مناجات)	بارہ	ص۱۷ تا ۱۹
خالق ارض و سماء اے میرے مولا سُن لے (مناجات)	دس	ص۲۰ تا ۲۱
مالک و مختار کُل، خالق، مرے پرودگار (مناجات)	گیارہ	ص۲۲ تا ۲۳
ہم کو ہی اس کی دید کی تاب نظر نہ تھی (حمد باری تعالیٰ)	چودہ	ص۲۴ تا ۲۶

سیدہ پروین زینب سروی قادری نے حمد و نعت کی جو ترتیب قائم رکھی ہے اس سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ اس مصرعے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" پر کامل یقین رکھتی ہیں نعت رسول کی تعداد ۱۲۴ ہے، جن کے کل اشعار ۱۵۳۳ ہیں۔

شاعرہ کا نعت یوں بیان کرتی ہیں

مطلع / نعت	اشعار کی تعداد	صفحات
سوز ہو دل میں تو آہوں کا اثر کچھ اور ہے	10	29–30
شعروں کا ہے نزول کہ رحمت حضورؐ کی	10	31–32
جب بھی طیبہ سے سر شام ہوا آتی ہے	15	33–35
اے نازشِ کُل، فخر رسالت	14	36–38
یسؔ کہوں مزملؔ وطہٰؔ کہوں تجھے	21	39–42
مہربان آپؐ کی یزداں نے بنائی آنکھیں	17	43–45
سکندری ہے نہ درکار سروری مجھ کو	10	46–47
یہ صرف نعت نہیں روح کا کلام بھی ہے	10	48–49
خدا کے نور کے مظہر ہو، رحمت کی نشانی ہو	11	50–51
درِ حبیبؐ کی جس کو قلندری مل جائے	11	52–53
جسے حضور کا روضہ دکھائی دیتا ہے	7	54–55
تو جمال لایزل ہے، تو ادائے دلبری ہے	15	56–58
جہاں کی رہبری کو شہریار دوسرا آئے	9	59–60
خود ہی خدا نے جس کو سنوارا تم ہی تو ہو	11	61–62
آمد ہے بڑی دھوم سے پھر عرشِ بریں پر	13	63–65
نظروں کی سجدہ گاہ تراسنگِ در ملے	13	66–68
دیں گے وہ طبیب ازلی جس کو دوا خاص	12	69–71
آمدِ سرورِ عالم کی خبر کی خوشبو	11	72–73

74–75	9	حضورؐ کے درِ اقدس پہ جا رہے ہیں ہم
76–78	12	چلیں دیکھیں وہ بام و در و دوبارہ
79–80	10	دل تڑپ کر رہ گیا جب قافلے چلتے رہے
81–83	14	کاش میں آپ کے اس دور میں شامل ہوتا
84–86	12	ساعتیں ہیں منتظر، لوح و قلم، کون و مکاں
87–89	12	خدائے لم یزل کے بعد ہے سرکارؐ کی مدحت
90–92	13	محفلیں سجتی رہیں اور ہم ثناء کرتے رہیں
93–94	10	ہر گفتگو حدیث بنی آنجنابؐ کی
95–97	12	ہوتی ہے معبد دل میں تمہی سے روشنی آقاؐ
98–99	9	پھر کریں آج اُسی رشکِ ارم کی باتیں
100–103	20	گلشن دہر سجانے والے!
104–105	10	مثلِ مہتاب ہے روشن رخِ زیبا تیرا
106–107	10	فرشتے عرش اعظم سے در اقدس پہ آتے ہیں
108–110	14	تری مدحت کی عادت ہو گی ہے
111–112	11	پھر سرِ چرخ ہیں چھائے تری رحمت کے سحاب
113–114	9	چمن میں رنگ برسا ہے گلوں پر سبزہ زاروں میں
115–119	24	دائمی رفعت و عظمت ان کی
120–121	11	لوحِ ہستی پر ترا نقش نظر آتا ہے
122–123	10	یہ سید الوریٰؐ کی شان سکندری ہے
124–126	13	منور جہاں ہے رخِ والضحیٰ سے

127–128	9	دارِ طیبہ میں کھلے ہیں شہؐ کی رحمت کے گلاب
129–131	12	سرِ حشر کوثر کے جام آرہے ہیں
132–134	13	رہ گزر پہ ابھی پلکوں کو بچھائے رکھنا
135–137	13	جہاں میں آمد سرورؐ کی جب خبر آئے
138–139	8	اگر یہ نعت، یہ مدحت قبول ہو جائے
140–142	12	روئے اقدس پہ جو انوار نظر آتے ہیں
143–144	12	فروغِ جادہِ منزل ہو، رہنما تم ہو
145–146	10	زینتِ بزمِ عرشِ بریں ہو گئے
147–148	10	محبوبؐ کبریا کو ہمارا اسلام ہو
149–150	11	ترے حسنِ عمل سے دین کی بنیاد محکم ہے
151–152	9	مکاں تمہارے لیے لامکاں، تمہارے لیے
153–154	10	پھول گلشن میں تمہاری جستجو کرنے لگے
155–157	14	ہر ادا سے تری رحمت کا نشان ملتا ہے
158–160	16	ذرا طیبہ سے گزر وائے صبا، آہستہ آہستہ
161–165	24	دیکھے ہیں فرشتوں کے آثار مدینے میں
166–167	11	اشک آنکھوں میں اڈتے ہیں ثنا سے پہلے
168–170	12	جس نور سے ہیں تاباں مہر و قمر کے عارض
171–172	11	زندگی کا ظہور تجھ سے ہے
173–175	12	روشن تھے یوں فلک پہ نہ شمس و قمر کبھی
176–178	13	پھول رستوں پہ بچھا دو کہ حضورؐ آتے ہیں
179–180	11	تیری گلیوں میں بکھر جاؤں ہوا کی صورت
181–182	11	تیری چوکھٹ پر زمین و آسماں ہو، میں نہ ہوں

184–186	13	آقاؐ تیری رحمت کی گھٹا سب کے لیے ہے
185–187	13	عرشِ عظیم کا ہے ستارا تمہارا نام
188–189	9	غلام جانبِ دیارِ شاہؐ چل پڑے سنو
190–192	13	تجھ کو اصحاب نے دیکھا تو شہؐ بھول گئے
193–194	9	وہی دیتے ہیں دنیا میں سہارا، بے سہاروں کو
195–196	8	جو تیری چشمِ عنایت سے فیض یاب ہوا
197–198	10	وہ جمال روئے تاباں تراشاہؐ دیکھتے ہیں
199–203	29	جب تمہارا آستاں دیکھا کریں
204–207	21	تم سا محبوبؐ کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں
208–209	10	نگاہِ لطفِ تری جانے کیا سے کیا کر دے
210–212	13	خوشبو سا بکھر جاؤں آقاؐ تری گلیوں میں
213–215	15	طیبہ کو چلے پھر تری الفت کے طلب گار
216–219	30	وجہِ تخلیق ہر دو جہاں آپؐ ہیں
220–221	11	فلک، بحر و بر مصطفیؐ کے نثار
222–223	9	روشنی جو ہے مہ و مہر میں اور تاروں میں
224–225	7	اسمِ اطہر کا تصور مری بینائی ہے
226–228	14	ہم نے دربارِ نبیؐ سے جو گزرتے دیکھا
229–230	9	بلا کا حسن ازل سے تری نگاہ میں ہے
231–233	16	جس نے احسنِ جہاں تاب کا جلوہ دیکھا
234–235	7	چار سو بکھرے ہوئے ہیں علم و حکمت کے گلاب
236–237	9	بے کس و بے بس و لاچار یہ شفقت دیکھی

238–239	10	ڈال ایسی نظر، اے مرے چارہ گر
240–242	16	عرش پر ہیں ترے تذکرے بے گُماں
243–246	18	خالق زیست کے نبیوں میں نمایاں تم ہو
247–248	9	نظر زمیں پہ ہے میری نہ آسمان پر ہے
249–250	10	صبح نے تیرے تبسم سے ضیا پائی ہے
251–252	8	اک دیا شاہؐ کی الفت کا جلایا میں نے
253–255	13	دی صدا میں یہی دل بھی پکارا میرا
256–258	13	جب تک ظہورِ شاہؐ زمن کا ہوا نہ تھا
259–260	10	شہؐ کے وجود پاک کا جس دم ظہور تھا
261–262	10	خدا نے عرش پہ لکھا حضورؐ آپؐ کا نام
263–264	9	ہر سمت محب رقص کناں ڈھونڈ رہے ہیں
265–266	10	تم ہی سے سارا جہاں ہے روشن
267–268	8	کاش مجھ کو بھی مدینے میں بلایا ہوتا
269–270	9	ہر ایک پہ سایہ فگن ہے وہ سائباں کی طرح
271–272	10	خاکِ طیبہ کہ ہم آنکھوں سے لگا لیتے ہیں
273–274	7	اے شاہِ عرب بس تیرے لیے افلاک سجائے جاتے ہیں
275–277	14	مرے نبیؐ سا جہاں بھر کہیں نہیں ہے کوئی نہیں
278–280	13	تو حبیب ربِ جلیل ہے، تو ہی وجہِ ہر دو جہان ہے
281–284	17	حق تعالیٰ نے انہیں ایسا بنایا لاجواب

284–286	15	بانٹتے ہیں سرِ دربار مدینے والے
287–288	9	جہاں میں حسن و جمال تیرا سراج بن کر دمک رہا ہے
289–290	9	دل سے ظلمت کا ہر ایک نقش مٹانے کے لیے
291–292	10	دریا شاہ بحر و بر، ستاروں کا نشیمن ہے
293–294	11	رحمتِ رب دو جہاں تم ہو
295–297	14	خواب آنکھوں میں ترے شام و سحر رہتے ہیں
298–300	12	چلو مصطفیؐ کا نگر دیکھتے ہیں
301–302	10	زمین کے گُل، فلک کا ہر ستارہ مصطفیؐ کا ہے
303–305	15	وہ دارِ مصطفیؐ کی مسحور کُن فضائیں
306–307	10	ہے مری بقا کا ضامن، ترا اسم، جان عالم
308–310	12	ہے کنزِ کرم یہ ترا آستانہ
311–312	10	قلب و صورتِ خورشید ہوا کرتے ہیں
313–315	13	علاج بھی ہے نرالا، شفاء نرالی ہے
316–317	7	جائیں نہ در پہ قلب کی تطہیر کے بغیر
318–320	13	نور سے معمور ہے روضہ مرے سرکارؐ کا
321–322	10	طیبہ نگر کا مجھ کو ہو دیدار یا نبیؐ
323–324	7	دل پر لکھی ہوئی ہے طلبہ گار کی طلب
325–327	15	نہایت حسیں تذکرہ کر رہا ہوں
328–329	9	ایک خوشبو ہے کہیں دور کے ویرانے تک
330–331	10	تو حبیبؐ کبریا ہے، تو کمال بندگی ہے
332–333	8	چومتے جائیں گے نقش پا، رسول اللہ کا

334–336	13	تمہاری آرزو کرتے رہیں شام و سحر آقاؐ

شاعرہ کا مجموعہ حمد و نعت "حریم نور" کے آخر میں تین "قطعات" کے مضامین لئے ہوئے ہے۔[30]

سیدہ پروین زینب سروی قادری نے حمد و نعت کی جو ترتیب قائم رکھی ہے اس سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ اس مصرے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" پر کامل یقین رکھتی ہیں حریم نور چھ حمد باری تعالیٰ اور تین مناجات ہیں جو ۱۰۸ اشعار پر مشتمل ہیں نعت رسول کی تعداد ۱۲۴ ہے، جن کے کل اشعار ۱۵۳۳ ہیں۔

نتیجہ بحث

اس تحقیق کے نتیجے میں واضح ہوتا ہے کہ سیدہ پروین اختر زینب سروری کی شاعری میں خاندانی پس منظر، ذاتی تجربات اور فکری بصیرت کا گہرا اثر موجود ہے۔ حریمِ نور نہ صرف ایک ادبی مجموعہ ہے بلکہ یہ شاعرہ کے اخلاقی، روحانی اور سماجی نظریات کی عکاسی بھی کرتا ہے۔ ان کے کلام میں جذبات، تجربات اور فکری شعور کا امتزاج پایا جاتا ہے، جو اردو شاعری میں ان کی منفرد شناخت قائم کرتا ہے۔ تعارفی اور تنقیدی مطالعے کے ذریعے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاعرہ کی شخصیت اور فن کو سمجھنا ان کے شعری مجموعے کی معنویت کو بہتر طور پر جاننے کے لیے ضروری ہے۔ مجموعی طور پر، یہ تحقیق حریمِ نور اور اس کی شاعرہ کے ادبی مقام کو اجاگر کرتی ہے اور اردو ادب کے مطالعے میں ایک مفید اضافہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1. Sarwarī Qādirī, Nūr Muḥammad, Faqīr, *‘Irfān* (Lahore: ‘Uẓmat Bībī Trust, 2012), 19.
2. Sarwarī Qādirī, ‘Abd al-Ḥamīd, Faqīr, *Ḥayāt Sarwarī* (Lahore: Shinākht Press, 2009), 19.
3. Sarwarī Qādirī, Nūr Muḥammad, Faqīr, *‘Irfān*, 20.
4. Dāmān, Zila Dera Ismail Khan ke taḥṣīl Kulāchī kā ‘ilāqah hai. Kulāchī, Dera Ismail Khan se 45 kilōmītar ke fāṣile par Koh Sulaymān ke dāman ‘ilāqah “Dāmān” mein wāqi‘ hai aur Daryā-e-Gomal ke kināre par ābād hai. Dāmān ko dāman is liye kahā jātā hai ke yeh Koh Sulaymān ke dāman mein wāqi‘ hai. https://pnb.wikipedia.org/wiki?02.08.2024.

5. Muḍḍī, taḥṣīl Kulāchī kā qaṣbah hai aur Kulāchī se mashriq kī taraf sāt mīl dūrī par wāqi‘ hai.
6. Sarwarī Qādirī, ‘Abd al-Ḥamīd, Faqīr, *Ḥayāt Sarwarī*, 54.
7. Faqīr Nūr Muḥammad kī beṭōn mein ‘Abd al-Rashīd, Sayf al-Raḥmān, ‘Abd al-Ra’ūf jabke beṭiyōn mein Gohar Tāj Bībī aur Riyāḍ Bībī ḥayāt hain. Jabke bāqī kī wafāt pā chuke hain. Interview with Zaynab, Parvīn Sarwarī (Islamabad, 29 March 2024).
8. Interview with Zaynab, Parvīn, Sarwarī Qādirī, Sayyidah (Islamabad, 29 March 2024).
9. "Faqīr Nūr Muḥammad Sarwarī Qādirī," https://ur.wikipedia.org/wiki/فقیر-نور-محمد-سروری-قادری (accessed 19 December 2023, 10:51 AM).
10. Sarwarī Qādirī, Nūr Muḥammad, Faqīr, *‘Irfān*, 22.
11. Interview with Parvīn, Zaynab, Sarwarī Qādirī, Sayyidah (Islamabad, 31 March 2024).
12. "Faqīr ‘Abd al-Ḥamīd Sarwarī Qādirī," https://ur.wikipedia.org/فقیر_عبدالحمید_سروری_قادری (accessed 31 March 2024, 11:08 AM).
13. Interview with Thanā’ Allāh, Kulāchwī, Advocate (Dera Ismail Khan, 2 April 2024).
14. Interview with Sājidah Naṣrīn (Dera Ismail Khan, 28 March 2024).
15. Sājidah Naṣrīn, interview.
16. Interview with Sājidah Naṣrīn (Dera Ismail Khan, 11 April 2024).
17. Interview with Jāwīd Aḥmad, Sarwarī Qādirī, Dr. (United States, 28 April 2024).
18. Jāwīd Aḥmad, interview.
19. Interview with Parvīn, Zaynab, Sarwarī Qādirī, Sayyidah (Islamabad, 26 April 2024).
20. Parvīn, Zaynab, Sarwarī, interview (9 June 2024).
21. Interview with Parvīn, Zaynab, Sarwarī (Islamabad, 9 June 2024).
22. Parvīn, Zaynab, Sarwarī, interview.

23. Parvīn Zaynab, Sarwarī Qādirī, Sayyidah, *Tasbīḥ Nūr* (Lahore: Maktabah Jadīd, 2015), 23.
24. Parvīn Zaynab, Sarwarī, *Ḥarīm Nūr* (Lahore: Maktabah Jadīd Press, 2018), 24.
25. Parvīn Zaynab, Sarwarī, *Tasbīḥ Nūr*, 11.
26. Parvīn Zaynab, Sarwarī, *Ta'bīr Nūr* (Lahore: Na't Āshnā Publications, 2021), i–viii.
27. Parvīn Zaynab, Sarwarī, *Ḥarīm Nūr*, xvi.
28. Parvīn Zaynab, Sarwarī, *Ḥarīm Nūr*, xxvii.
29. Parvīn Zaynab, Sarwarī, *Ḥarīm Nūr*.
30. Parvīn Zaynab, Sarwarī, *Ḥarīm Nūr*, 29–339.